لازوال اداریہ

بدھل میں پراسرار بیماری
فوری توجہ اور شفافیت کی ضرورت

بدھل، ضلع راجوری میں پراسرار بیماری سے ہونے والی ہلاکتوں کا سلسلہ ایک خطرناک انسانی بحران کی صورت اختیار کر چکا ہے۔ یہ سانحہ اس علاقے کے صحت کے بنیادی ڈھانچے کی کمزوری، دیرینہ مسائل اور غفلت کو بے نقاب کرتا ہے، جو ایک لمحہ فکریہ ہے۔ گزشتہ چند ہفتوں میں ایک ہی خاندان کے متعدد افراد کی اموات نے نہ صرف مقامی برادری کو صدمے میں ڈال دیا ہے بلکہ حکام کو بھی چونکا کر دیا ہے۔ ابھی تک بیماری کی اصل وجہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے عوام میں خوف اور غیر یقینی کی کیفیت پیدا ہو چکی ہے۔ دسمبر 2024 سے جنوری 2025 تک ہونے والی مسلسل اموات نے اس معاملے کو انتہائی حساس اور فوری حل طلب بنا دیا ہے۔

یہ سانحہ بنیادی صحت کے نظام کی ناکامی کی واضح مثال ہے، جہاں نہ صرف بروقت تشخیص ممکن نہیں ہو رہی بلکہ متاثرہ افراد کو مناسب علاج کی فراہمی میں بھی تاخیر ہو رہی ہے۔ حکام کی جانب سے نمونوں کا تجزیہ اور بیماری کی وجوہات معلوم کرنے کی کوششیں قابل ستائش ہیں، لیکن ان اقدامات میں تاخیر نے صورتحال کو مزید سنگین بنا دیا ہے۔ وزیر صحت سکینہ مسعود اور دیگر حکام کی جانب سے تحقیقات کے لیے ماہرین کی ٹیموں کو تعینات کرنا ایک اہم اقدام ہے، لیکن اس معاملے کو قابو میں لانے کے لیے مزید شفافیت اور تیز رفتار کارروائی کی ضرورت ہے۔ مقامی لوگوں کے خدشات اور عدم اعتماد کو دور کرنے کے لیے حکومتی بیانات کے علاوہ ٹھوس عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔

یہ سانحہ اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ جموں و کشمیر کے دور دراز علاقوں میں صحت کے بنیادی ڈھانچے کو بہتر بنانے کی اشد ضرورت ہے۔ بیماریوں کی بروقت تشخیص، ہنگامی طبی خدمات، اور مقامی سطح پر تربیت یافتہ صحت کے کارکنوں کی تعیناتی اس طرح کے بحرانوں سے نمٹنے کے لیے ناگزیر ہیں۔ عوامی اعتماد بحال کرنے کے لیے انتظامیہ کو اس معاملے میں مکمل شفافیت اختیار کرنی ہوگی۔ نمونوں کے تجزیے اور تحقیقات کے نتائج کو فوری طور پر عوام کے ساتھ شیئر کیا جانا چاہیے۔ ساتھ ہی، مقامی کمیونٹی کے ساتھ مسلسل رابطہ اور ان کے خدشات کو سننے کا عمل جاری رہنا چاہیے۔ حکام کو اس معاملے کو انتہائی سنجیدگی سے لینا ہوگا اور بیماری کی وجوہات کا پتہ لگانے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لانے ہوں گے۔ اس کے علاوہ، متاثرہ خاندانوں کو فوری مالی اور طبی مدد فراہم کرنا بھی ضروری ہے۔ اس سانحے نے مقامی سطح پر صحت کے نظام کی کمزوریوں کو اجاگر کیا ہے، جو ایک بڑے پیمانے پر اصلاحاتی عمل کا مطالبہ کرتا ہے۔

بدھل میں ہونے والے یہ سانحے ہمیں ایک مضبوط پیغام دیتے ہیں کہ انسانی زندگی کی حفاظت حکومت اور معاشرے کی اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ اگرچہ حکام کی جانب سے کچھ اقدامات کیے جا رہے ہیں، لیکن ان کی کامیابی اس بات پر منحصر ہے کہ کتنی جلدی اور موثر طریقے سے عوامی خدشات کو دور کیا جاتا ہے۔ یہ وقت ہے کہ حکومت اپنی ذمہ داری نبھائے اور اس معاملے کو ایک مثال بنائے کہ انسانی جانوں کی حفاظت کو ہر قیمت پر یقینی بنایا جائے گا۔

آخر کہاں سے آتے ہیں یہ لوگ؟
منشیات فروشوں کے خلاف پولیس کا شکنجہ سخت

گلفام بارجی

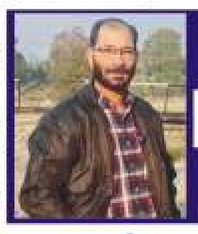

وادی میں منشیات فروشی کا کاروبار جتنی تیزی سے پھیلتا جا رہا ہے اتنی ہی تیزی سے جموں کشمیر پولیس کا شکنجہ بھی ان منشیات فروشوں کے خلاف سخت سے سخت ہوتا جا رہا ہے۔ ہم سب اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ جموں و کشمیر خاص کر وادی میں منشیات کے عادی نوجوانوں کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے جو معاشرے کے لئے اچھی بات نہیں ہے حالانکہ ایسی بھی خبریں موصول ہو رہی ہیں کہ ان منشیات کے عادی نوجوانوں میں نوعمر اور نوجوان لڑکیاں بھی شامل ہیں۔ ہم اس بات سے بھی واقف ہیں کہ آج تک منشیات کی اس لعنت سے کتنے ہی گھر اجڑ گئے جبکہ کئی نوجوانوں نے اپنے ہی والدین کو قتل کر دیا اور کئی سارے نوجوان منشیات کی اس لعنت میں مبتلا ہو کر اپنی ہی زندگیوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ راہ چلتے لوگوں کو لوٹنے کے کئی معاملات رونما ہونے۔ کئی بزرگ شہریوں کے گھروں میں گھس کر ان بزرگ شہریوں پر حملہ کر کے لوٹ مار کر دی۔ اگر والدین نے اپنے بچوں کی وقت پر نگرانی کی ہوتی تو شاید آج معاشرے میں اس بدعت کا نام و نشاں نہیں ہوتا۔ ہر ایک ماں باپ چاہئے وہ امیر ہو یا غریب کی تمنا ہوتی ہے کہ ان کی اولاد بہترین شہری بن کر اپنی زندگی بسر کریں اپنے والدین کا سہارا بنے۔ لیکن یہاں پر صرف خالی تمنا کرنے سے ان کے بچے اچھے شہری نہیں بن سکتے اور نہ ہی ان کا سہارا بن سکتے بلکہ اچھی تعلیم و تربیت، بہترین پرورش اور اچھی دیکھ بھال سے ان کی یہ تمنا پوری ہو سکتی ہے۔ والدین کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے بچوں پر نظر رکھیں کہ ان کے بچے کہاں جاتے ہیں، کس کے ساتھ جاتے ہیں موبائل فون پر ان کا رابطہ زیادہ کس کے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ ہے اس کی اپنے طریقے سے چھان بین کریں۔ یہ بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر اپنے محلے یا آس پڑوس میں کوئی ایسا نوجوان ہے جس کو منشیات کی لت لگ گئی ہو تو جب کوئی اس بات کی شکایت اس نوجوان کے والدین سے کرتا ہے تو چند ایسے بھی والدین ہوتے ہیں جو شکایت کنندہ گان کو ہی الٹا ڈانٹ پلا دیتے ہیں کہ آپ خوامخواہ میرے بچے کو بدنام کرتے ہو اور ان والدین کے اس طرح کے رویے سے منشیات کے عادی اس نوجوان کو حوصلہ ملتا ہے جس کی وجہ سے وہ سدھرنے کے بجائے بگڑ جاتا ہے اور اپنے ساتھ دیگر کئی نوجوانوں کی زندگیوں کو بھی برباد کرتا ہے۔ کتنا اچھا ہوتا اگر کسی بچے کے والدین کو اپنے بچے کے بارے میں اس طرح کی شکایت ملتی ہے تو وہ والدین شکایت کنندہ گان کے ساتھ الجھنے کے بجائے اپنے بچوں کی طرف دھیان دیتے اور اس شکایت کا اچھی طرح سے چھان بین کرتے ایسا کرنے سے ان کے بچے کی زندگی بھی بچ جاتی اور ساتھ میں آس پڑوس کے نوجوانوں کی زندگیاں بھی محفوظ رہ جاتی۔ اب دوسرا پہلو یہ بھی ہے کہ آخر یہ منشیات فروش کہاں سے آتے ہیں؟

کیا ان منشیات فروشوں نے معاشرے کو تباہ و برباد کرنے کا ٹھیکہ لے رکھا ہے؟

ان کی پشت پناہی کون کر رہا ہے؟

اگرچہ جموں و کشمیر پولیس ان منشیات فروشوں کے خلاف روز بروز اپنا شکنجہ سخت کرتا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف ہمیں آئے روز یہ خبریں سننے اور پڑھنے کو مل رہی ہے کہ آج فلاں جگہ سے پولیس نے اتنے منشیات فروشوں کو دھر دبوچ لیا حالانکہ ان منشیات فروشوں میں خواتین بھی پیش پیش رہتی ہیں اور کئی خواتین کو بھی پولیس نے سلاخوں کے پیچھے ڈال دیا۔

حالانکہ معاشرے سے اس منشیات جیسی بدعت قلع قمع کرنے کے لئے کئی سارے بدنام زمانہ منشیات فروشوں کی جائیداد پولیس نے NDPS ایکٹ کے تحت ضبط بھی کی اور 100 کے قریب بنک اکاونٹس منجمد کئے جو منشیات کی اس بدعت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کا ایک قابل ستائش اقدام ہے لیکن پھر بھی ہمارے سماج میں اس قسم کے بے ضمیر لوگ باز نہیں آتے اینگے بھی کیسے جب تک نہ عوام ان منشیات فروشوں کی پشت پناہی کرنے والوں کو بے نقاب نہ کرے۔ اس لئے معاشرے کو اس بدعت سے صاف و پاک رکھنے میں عوام پر بڑی ذمہ داری عاید ہوتی ہے۔ یہاں پر اس بات کو بھی ہمیں نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ جموں و کشمیر کی بہادر پولیس ہمارے معاشرے کو منشیات کی اس بدعت سے صاف و پاک رکھنے کے لئے جس تندہی اور جانفشانی سے دن رات کام کر رہی ہے اس کے لئے ہم جموں و کشمیر کی اپنی بہادر پولیس کو سلام پیش کرتے ہیں لیکن اگر واقعی آپ اپنے معاشرے کو منشیات کی اس لعنت سے صاف و پاک رکھنا چاہتے ہیں تو آئے ہم سب مل کر جموں و کشمیر پولیس کو اس بدعت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے اپنا تعاون فراہم کریں۔

دہلی انتخابات سے قبل پچاس ہزار ترشول کی تقسیم کا منصوبہ!

سرفراز احمد قاسمی

دہلی ملک کی ایک ایسی ریاست ہے جو مرکزی حکومت کے زیر انتظام ہے، الیکشن کمیشن کے شیڈول کے مطابق وہاں اگلے مہینے یعنی 5 فروری کو الیکشن ہونگے اور 8 فروری کو ووٹوں کی گنتی ہوگی، ہر گذرتے دن کے ساتھ وہاں کا سیاسی پارہ عروج پر ہے، بی جے پی، کانگریس اور عاپ یہ تینوں پارٹیاں پوری طاقت کے ساتھ میدان میں اتر چکی ہیں اور ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی اور الزام تراشی میں شدت پیدا ہوگئی ہے، انتخابی عمل کے دوران سیاسی جماعتوں کی جانب سے ایک دوسرے کو نشانہ بنانا الزامات اور جوابی الزامات عائد کرنا کوئی نیا معاملہ نہیں ہے، لیکن ادھر کچھ سالوں سے سماج کو مذہبی بنیادوں پر تقسیم کرکے ووٹ حاصل کرنے کی بھی کوشش کی جارہی ہے، کچھ پارٹیاں اس میں کامیاب بھی ہوجاتی ہیں، ملک کی حکومتیں اب مسلمانوں کے تعلق سے منافقانہ کردار ادا کررہی ہیں، عام آدمی کے سربراہ کیجریوال نے کہا ہے کہ دوبارہ انتخاب پر انکی پارٹی ہندو مندروں کے پجاریوں اور گرو دواروں کے گرنتھیوں کو ماہانہ 18 ہزار روپے الاؤنس دے گی اور اسکے لئے پجاری، گرنتھی سمان یوجنا شروع کرے گی، یہ اعلان دہلی اسمبلی انتخابات سے قبل کیا گیا ہے، عام آدمی پارٹی مسلسل چوتھی میعاد حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہے، اس دوران دہلی وقف بورڈ کے تحت آنے والی مساجد کے ہزاروں ائمہ اور موذنین نے انکی تنخواہوں کی اجرائی میں تاخیر پر کیجریوال کی رہائش گاہ کے باہر احتجاج بھی کیا لیکن اسکا کوئی اثر حکمراں پارٹی پر نہیں ہوا، گذشتہ دنوں اخبارات میں یہ خبر بھی نظر سے گذری کہ ملک کی ایک شدت پسند ہندو تنظیم وشو ہندو پریشد دہلی میں بڑے پیمانے پر ترشول تقسیم کررہی ہے، تقریباً دس ہزار ترشول اب تک تقسیم کئے جاچکے ہیں، انتخابات سے قبل مزید پچاس ہزار سے زائد ترشول تقسیم کرنے کا ہدف ہے، اس خبر سے دارالحکومت کے مسلم علاقوں میں تشویش کی لہر پائی جارہی ہے اور ریاست کے مسلمان سراسیمگی کی حالت میں ہیں کہ کہیں پھر سے دہلی میں آگ وخون کی ہولی نہ دہرادی جائے، ابھی چند سال پہلے ہی دہلی کو فرقہ وارانہ فسادات کی نظر کردیا گیا تھا، جس میں ایک سو سے زائد لوگوں کی جان گئی تھی، مسلمانوں کے گھربار اور دکانات وغیرہ کو بری طرح لوٹ لیا گیا تھا، پھر سے طویل عرصے بعد وشو ہندو پریشد نے راجدھانی دہلی میں یہ مہم شروع کی ہے۔

تاہم وی ایچ پی کا کہنا ہے کہ اسکا انتخابات سے کوئی لینا دینا نہیں ہے، دہلی اسمبلی کی میعاد 23 فروری 2025 کو ختم ہورہی ہے، اسی لئے فروری کے پہلے ہفتے میں وہاں الیکشن کا اعلان کردیا گیا ہے، وشو ہندو پریشد کی یہ مہم 15 دسمبر کو ریاست میں شروع کی گئی تھی اور پہاڑ گنج میں پہلی تقریب منعقد ہوئی تھی، اگلی بڑی تقریب 19 جنوری 2025 کو ہونی ہے، وی ایچ پی کے مطابق کوئی بھی شخص ان پروگراموں میں آکر ترشول لے سکتا ہے، وی ایچ پی، سوشل میڈیا کے مختلف پلیٹ فارم فیسبک، واٹس ایپ اور ٹوئیٹر کے ذریعے عام لوگوں کو اس اعلان کے ساتھ مدعو کررہا ہے کہ آپ بھی اپنا نام لکھوائیں اور شستر (ہتھیار) دھارن کریں، یہ ایک طرح سے وشو ہندو پریشد کے یوتھ ونگ بجرنگ دل میں بھرتی کا پروگرام بھی ہے، گپتا بتاتے ہیں کہ جولوگ پہلے سے تنظیم میں ہیں انھیں ترشول دھارن کرنا ہی ہوتا ہے، جو تنظیم میں نہیں ہوتا ہے اور دھارن کرنے کی خواہش کا اظہار کرتا ہے اسے تنظیم میں شامل کرلیا جاتا ہے، دہلی میں اسوقت طویل عرصے کے بعد ترشول کی تقسیم کا کام ہورہا ہے، پرانت منتری (صوبائی وزیر) کے مطابق 2024 سے پہلے دہلی میں آخری بار ترشول تقسیم کرنے کا کام 2012 یا 2015 میں کیا گیا تھا، کیا انتخابات کے پیش نظر اتنے سالوں بعد ترشول تقسیم کیے جارہے ہیں؟ سریندر گپتا اسکی تردید کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بجرنگ دل کے قیام سے ہی ترشول دکشا کا پروگرام ہورہا ہے، دہلی میں بھی وقتاً فوقتاً ایسا ہوتا رہا ہے، یہ پروگرام ایسا ہی ہوتا ہے، پانچ دس سال میں ایک بار، کیونکہ جس جنریشن (نسل) کو ہم نے پہلے ترشول دے دیا ہے اسکے پاس تو رہتا ہی ہے، گپتا مزید کہتے ہیں اگر انتخابات کو ذہن میں رکھ کر ہم یہ کررہے ہوتے تو ابھی جب لوک سبھا انتخابات ہوئے تب کیوں نہیں کیا؟ اس سے پہلے میونسپل کارپوریشن کے انتخابات میں کیوں نہیں کیا؟ ہندو سماج کے تحفظ کے لئے وشو ہندو پریشد اور بجرنگ دل کا کارکن جو عہد لیتا ہے وہ انتخابات کی بنیاد پر نہیں لیتا تاہم پہاڑ گنج کی تقریب میں اسی ایشو کی بازگشت سنائی دے رہی تھی جسکو بی جے پی انتخابی ایشو بنارہی ہے۔

دہلی اسمبلی انتخابات سے ٹھیک پہلے وشو ہندو پریشد کی جانب سے ہندوؤں میں پچاس ہزار سے زائد ترشول تقسیم کرنے کا منصوبہ دہلی کے ووٹروں اور الیکشن میں کتنا اثر انداز ہوگا اس پر کچھ کہنا ابھی جلد بازی ہوگی لیکن اس میں کوئی دورائے نہیں ہے کہ ترشول کی تقسیم کا یہ منصوبہ راجدھانی کی فرقہ وارانہ فضا کے لئے کوئی خطرے کی گھنٹی ضرور ہے، سیدھے سیدھے اسکا مقصد بھی یہ ہے کہ ہندوتوا کے نام پر دہلی اسمبلی کی جیت کو بی جے پی کی جھولی میں ڈال دیا جائے، دہلی اسمبلی کے گذشتہ دو انتخابات بی جے پی کے لئے انتہائی مایوس کن رہے ہیں، وہاں تمام تر کوششوں کے باوجود بی جے پی کو کراری ہار ملی تھی اور شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا، گذشتہ دس برسوں سے بی جے پی کو ہزیمت کا سامنا کرنا پڑا ہے، مرکز کے علاوہ اکثر ریاستوں میں اقتدار کے باوجود دہلی میں وہ کامیابی حاصل کرنے میں مسلسل ناکام رہی ہے، اسلئے اس بار تمام تر حربے اپنائے جارہے ہیں تاکہ بہر صورت اقتدار پر قبضہ کیا جاسکے، الیکشن سے پہلے برادران وطن میں پچاس ہزار سے زائد ترشول تقسیم کرنے کے منصوبے کو بی جے پی کے سیاسی مقصد سے الگ کرکے نہیں دیکھا جاسکتا، حقیقت یہ بھی ہے کہ اب جیت کے لئے ہر الیکشن میں ہندوتوا کے کارڈ کا استعمال کسی نہ کسی طرح اس پارٹی کی سیاسی مجبوری بن چکی ہے، یہ الگ بات ہے کہ رائے دہندوں کی بڑی تعداد اس پارٹی کے فرضی ہندوتوا کو سمجھنے لگی ہے اور اس سے دور ہونے لگی ہے، شاید اسی لئے اس پارٹی کو اپنی جیت کا سہارا ای وی ایم اور اس کا بھروسہ رہ گیا ہے، ترشول تقسیم کرنے کا مقصد سوائے اسکے اور کچھ نہیں کہ کسی بھی طرح ہندو ووٹروں کی صف بندی کی جائے اور ساتھ ہی مسلم ووٹروں کو اسلحہ کے دم پر ڈرا دھمکا کر ووٹ ڈالنے سے روکنے کی کوشش بھی کی جائے، ابھی حال ہی میں یوپی اسمبلی کے لئے ہوئے ضمنی الیکشن جسطرح مسلم ووٹروں کو ڈرانے دھمکانے اور انھیں پولنگ پر جاکر ووٹ ڈالنے سے روکنے کی کوششیں ہوئی اس سے تو صاف ہے کہ اب بی جے پی کے ایجنڈے میں مسلم ووٹروں کو پولنگ بوتھ تک جانے سے روکنا بھی جیت کی حکمت عملی کا حصہ بنتا جارہا ہے۔

دہلی اسمبلی میں کل 70 سیٹیں ہیں اور اسکی قسمت تین ایم کے ووٹنگ پیٹرن پر منحصر ہے، مہیلا (خواتین) مسلمان اور متوسط طبقہ یہ تینوں ایم دہلی انتخابات کے نتائج طے کرسکتے ہیں، یہ ووٹ بینک بادشاہ گر کے طور پر سامنے آئے ہیں اور تمام پارٹیاں انکی حمایت حاصل کرنے کو شاں ہیں، خواتین انتخابات میں مسلسل کنگ میکرز کے طور پر سامنے آئی ہیں، خواندگی میں بہتری کی وجہ سے خواتین، خود مختار طور پر ووٹ دینے کے فیصلے کررہی ہیں، وہ کئی ریاستوں میں مردوں کے مقابلے زیادہ تعداد میں پولنگ اسٹیشنوں پر پہنچ رہی ہیں، مدھیہ پردیش، مہاراشٹرا اور جھارکھنڈ وغیرہ میں بہت سی خواتین نے موجودہ حکومتوں کو ووٹ دیا، جو نقد آمدنی کے امدادی اسکیموں سے متاثر ہوئیں، 2011 کی مردم شماری کے مطابق دہلی میں مسلمانوں کی آبادی تقریباً 13 فیصد ہے، کبھی کانگریس کے پکے حامی سمجھے جانے والے مسلم رائے دہندوں نے پچھلے برسوں میں عام آدمی پارٹی کی طرف رخ کرلیا ہے، 2008 کے اسمبلی انتخابات میں 64 فیصد مسلمانوں نے کانگریس کی حمایت کی، 14 فیصد نے بی جے پی کی اور 22 فیصد نے دیگر پارٹیوں کی حمایت کی تھی، 2013 میں جو عام آدمی پارٹی کا پہلا الیکشن تھا، 53 فیصد مسلمان نے کانگریس، 12 فیصد نے عاپ اور بی جے پی کی حمایت کی تھی، 2015 میں 77 فیصد مسلم رائے دہندوں نے عاپ کو ووٹ دیا، جو 2020 میں بڑھکر 83 فیصد ہوگیا، کانگریس کو صرف 13 فیصد اور بی جے پی کو تین فیصد ووٹ ملے تھے، 2020 میں عاپ کے 54 فیصد ووٹ شیئر میں سے تقریباً گیارہ فیصد مسلمانوں کے ووٹ سے آئے، مطلب ہر پانچ ووٹرز میں سے ایک عاپ کا ووٹر مسلمان ہے، اسلئے یہ ووٹ بلاک عاپ کے لئے برقرار رکھنا بہت ضروری ہے، عاپ کے بی جے پی پر 15 فیصد مجموعی ووٹ شیئر کی برتری میں سے دس فیصد مسلم ووٹ کا حصہ ہے، ان حالات کو دیکھ کر عاپ اور کانگریس دونوں ہی بادشاہ گر مسلمانوں کا رخ کررہی ہیں اور بی جے پی بھی پرجوش ہے۔

دہلی کے گذشتہ فرقہ وارانہ فسادات بھلے ہی اسکا نتیجہ نہ ہوں لیکن یہ بات بلاکسی شک وشبہ کے کہی جاسکتی ہے کہ اسطرح کے پروگرام ملک میں مسلم اقلیت کے خلاف ماحول تیار کرنے میں اہم رول ادا کرتے ہیں اور اسکا نتیجہ ووٹروں کی فرقہ وارانہ صف بندی کی شکل میں سامنے آتا ہے جو فرقہ پرستوں کو انتخابی جیت دلانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے، وی ایچ پی کے ترشول تقسیم کے منصوبے پر اٹھ رہے سوالوں کا ایک اہم سبب اسکی غلط ٹائمنگ بھی ہے، سوال یہ بھی ہے کہ اگر وی ایچ پی سچ بول رہی ہے تو پھر اچانک یہ پروگرام اسمبلی الیکشن سے پہلے مکمل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ سوال یہ بھی ہے کہ ایک ہندو اکثریت والے ملک میں ہندوؤں کا تحفظ کس طرح خطرے میں ہے، جبکہ یہاں اقتدار میں کوئی مسلمان نہیں ہے؟ اور کیا اس خطرے سے لڑنے کا کام حکومت کا ہے یا وی ایچ پی اور اس جیسی شدت پسند تنظیموں کا؟ سوال یہاں یہ بھی ہے کہ کیا دیگر مذاہب کے ماننے والوں کو بھی اسی طرح ہتھیار رکھنے اور اسے تقسیم کرنے کی حمایت وی ایچ پی اور اس جیسی دیگر تنظیمیں کریں گی؟ ظاہر ہے اسکا جواب نفی میں ہوگا، تو پھر سوال یہ ہے کہ وی ایچ پی اور اس جیسی تنظیموں کو اسطرح کے پروگرام کی اجازت کیوں دی جائے جس سے ملک کا امن وامان خطرے میں پڑ جائے؟ عدالتوں کو جلد از جلد اسکا نوٹ لیکر شدت پسند تنظیموں کی اسطرح کی سرگرمیوں پر روک لگانی چاہیے تاکہ ملک کا ماحول خراب نہ ہو، امن وامان برقرار رہے اور کسی تنظیم کو اسطرح کا امتیاز بالکل نہ ہو، سچائی یہ ہے کہ دہلی اسمبلی میں اپوزیشن پارٹی کی حکومت بی جے پی کے لئے ناقابل برداشت ہے، وشو ہندو پریشد کا یہ پروگرام اسمبلی الیکشن کو سامنے رکھ کر ہی ترتیب دیا گیا ہے، اور ایسے پروگرام سے جس پارٹی کو فائدہ ہو انکی تائید نہ ہو ایسا بالکل نہیں ہے، اسلئے یہ سمجھنا ہوگا کہ وشو ہندو پریشد کے اس پروگرام کو بی جے پی حمایت حاصل ہے، دیکھنا ہوگا کہ وی ایچ پی کا یہ پروگرام دہلی کے رائے دہندوں اور وہاں کے انتخابی نتائج پر کتنا اثر انداز ہوتا ہے یا پھر ہمیشہ کی طرح دہلی کی عوام بی جے پی کو ایک بار پھر مسترد کرتی ہے۔

دیکھنا ہے نتیجہ کیا ہوگا

8099695186